© rasailojaraid.com

تبصرے

اسلام کا سیاسی نظام | از مولانا محمد اسحق صاحب سندیلوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ۔ تقطیع کلاں ضخامت ۳۱۰ صفحات کتابت وطباعت اعلیٰ قیمت صہ، شائع کردہ دار المصنفین اعظم گڈھ۔

اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے اس لئے اُس کی تعلیمات جہاں زندگی کے دوسرے معاملات ومسائل کے نظاموں پر مشتمل ہیں۔ اُن میں سیاسی نظام کا بھی مکمل خاکہ پایا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق کے عہد میں اس نظام کی ابتدائی ترتیب وتدوین ہوئی۔ پھر خلافتِ عباسیہ کے دور میں جب اسلامی مملکت کے حدود بہت وسیع ہوگئے اور مختلف اقوام کے ساتھ اختلاط وارتباط کے باعث نئے نئے سیاسی مسائل پیدا ہوئے تو خلافت کے ایما پر متعدد کتابیں لکھی گئیں جن میں کلی یا جزئی طور پر اسلام کے سیاسی نظام پر بحث کی گئی تھی۔ اُردو میں "اسلام کا نظام حکومت" "مسلمانوں کا نظم مملکت" ندوۃ المصنفین کی طرف سے اور بعض اور کتابیں دوسرے اداروں سے اسی موضوع پر شائع ہوچکی ہیں زیرِ تبصرہ کتاب بھی جواب سے پندرہ سال پہلے لکھی گئی تھی مگر چھپی اب ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، اس میں لائق مصنف نے شروع کے چار ابواب میں نظریہ خلافت، نیابتِ الٰہی۔ قانون اور حکومت کا تعلق۔ قانون کے اقسام۔ اسلامی قوانین کے ماخذ۔ قانون کے غلط ماخذ اور اسلام میں حکومت کے درجہ پر عقل اور نقل دونوں کی روشنی میں مفصل گفتگو کی ہے اور اس سلسلہ میں آج کل کے بعض عافیت پسند لوگوں کے اس خیال کی پرزور اور مدلل تردید کی ہے کہ اسلامی حکومت کا قایم کرنا فرض نہیں ہے، اُس کے لئے جدوجہد کرنا اسلامی فریضہ نہیں بلکہ حکومت خودبخود عملِ صالح کے انعام کے طور پر عطا ہوتی ہے اس تمہیدی گفتگو کے بعد کتاب کے باقی ابواب میں جن کی تعداد چودہ ہے سیاسی نظام کا ایک خاکہ پیش کیا گیا ہے جس میں استحقاقِ خلافت کے شرائط۔ انتخاب کا طریقہ۔ بیعت۔ خلیفہ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرائض و واجبات۔ مجلس شوریٰ۔ خلیفہ کے اختیارات۔ مجلس تقنین و تشریع۔ رعایا کی مختلف قسمیں، ان کے حقوق و فرائض۔ مالی نظام۔ ارباب تنفیذ۔ عدلیہ۔ دفاع۔ صوبائی حکومتیں۔ امورِ خارجہ وغیرہ پر بحث کرنے کے بعد آخر میں غیر اسلامی سیاسی افکار و نظریات پر تنقید کی گئی ہے۔ لائق مصنف نے جو کچھ لکھا ہے مدلل اور جزم و یقین کے ساتھ لکھا ہے اور اس اعتبار سے جو لوگ اسلام کے سیاسی نظام کو جاننا چاہتے ہیں اُن کو اس کتاب سے بڑی مدد ملے گی۔ لیکن جیساکہ مقدمہ اور دیباچہ میں ہی بتا دیا گیا ہے یہ کتاب سیاسی نظام اسلامی کا صرف ایک اساسی خاکہ پیش کرتی ہے۔ نظم مملکت کے مختلف پہلو میں مثلاً بجریہ۔ وسائل آمد و رفت۔ سکرٹریٹ۔ پبلک ورکس وغیرہ جن پر مستقل ابواب کے ماتحت گفتگو کی ضرورت تھی۔ مگر اُن کا تذکرہ نہیں ہو سکا ہے اس کے علاوہ یہ خاکہ اسلام کے صرف ابتدائی عہد کا ہے۔ آج اگر کہیں کوئی اسلامی حکومت قائم ہو تو اس کو اسلام کے اصولِ تشریع کے ماتحت بہت سی چیزوں میں مزید وسعت پیدا کرنی ہوگی مثلاً مصنف صفحہ ۲۴۳ پر لکھتے ہیں

"اسلامی حکومت میں ان ظالمانہ محاصل کا وجود نہیں ہو سکتا جو آج کل کی عوامی و جمہوری حکومتیں مفادِ عامہ کا نام لے لے کر پبلک کے سر پر لادتی جاتی ہیں۔ مثلاً انکم ٹیکس۔ برآمد اشیاء کا ٹیکس۔ بکری ٹیکس.. ...... اس قسم کے محاصل عائد کرنا یقیناً ظلم ہے اور اسلامی حکومت اس کا ارتکاب کرنے کی مجاز نہیں"۔

ہمارے خیال میں اسلامی حکومت کو پورا حق حاصل ہے کہ اگر وہ ضرورت سمجھے تو یہ تمام ٹکس لگا سکتی ہے۔ کسٹم ڈیوٹی۔ برآمد اشیاء کے ٹکس کا تذکرہ تو خود عہد فاروقی و عثمانی میں بھی آتا ہے۔ کتب فقہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں اسلامی حکومت کے اختیارات کافی وسیع ہیں چنانچہ فاضل مصنف نے صفحہ ۲۴۴ پر شامی کی جو عبارت نقل کی ہے اُس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ بہرحال کتاب اگرچہ موضوعِ بحث کے تمام گوشوں پر حاوی نہیں اس اعتبار سے اپنے مقصد میں بہ وجوہ کامیاب ہے کہ اس میں اسلام کے سیاسی نظام کی اصل روح اور اس کے بنیادی خد و خال بہ کمال وضاحت آگئے ہیں۔ اس حیثیت سے یہ کتاب اس لائق ہے کہ سیاسیات کا ہر طالب علم اس کا مطالعہ کرے۔

© rasailojaraid.com